رئیس احمد جعفری

# وفیات

# تاثرات

## جواہرلال نہرو

جواہرلال کا انتقال! "عجب اک سانحہ سا ہوگیا ہے!"

جواہرلال عجیب وغریب اور متضاد اوصاف و خصوصیات کے حامل تھے۔ اپنی ذاتی زندگی میں وہ مسلمانوں کے بہترین دوست تھے، ان کے لیے ہر قربانی کو تیار رہتے تھے۔ انھیں بامِ عروج پر پہنچانے میں ان سے بڑھ کر فراخ حوصلہ اور عالی ظرف کوئی نہیں تھا۔ لیکن اپنی قومی زندگی میں وہ مسلمانوں کو قتل ہوتے، لٹتے اور ہلاک ہوتے دیکھتے تھے اور خاموش رہتے تھے۔ ان کی تائید وحمایت میں کوئی اقدام نہیں کرتے تھے۔ جبل پور، کلکتہ اور بہار میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی نگران کی حکومت کسی ہندو قاتل کو چھ مہینے کی سزا بھی نہیں دلوا سکی۔ ان کا اندازِ فکر بین الاقوامی تھا۔ وہ اپنے آپ کو دنیا کا ایک شہری سمجھتے تھے۔ قومی عصبیت کے وہ بدترین مخالف تھے۔ لیکن اپنے طویل ترین دورِ حکومت میں انھوں نے صرف یو۔ پی کے لوگوں کو اپنے سے قریب رکھا۔ انہی کو کابینہ میں چوٹی کے عہدے دیے۔ گوبند ولبھ پنت، گلزاری لال نندا، لال بہادر شاستری، رفیع احمد قدوائی، حافظ ابراہیم وغیرہ ہمیشہ دوسرے وزیروں سے نمایاں اور ممتاز رہے۔ کیا یہ صوبائی عصبیت کی انتہا نہ تھی؟ ان کی معاشرت بالکل مسلمانوں کی سی تھی۔ وہی کھانا، وہی لباس، وہی رہن سہن، لیکن وہ مسلمانوں سے ذرا بھی متاثر نہ تھے۔ انھوں نے جو تاریخی کتابیں لکھی ہیں انھیں پڑھنے کے بعد مسلمانوں کے بارے میں مجموعی تاثر

کچھ اچھا قائم نہیں ہوتا۔ سرجادو ناتھ سرکار اپنے تعصب میں بجا طور پر بدنام ہے لیکن نہرو اور سرکار کی کتابوں کا تقابلی مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا نہرو سے زیادہ سرکار نے مسلمان قوم کے ساتھ انصاف کیا ہے۔ ان کی مادری زبان اردو تھی ۔ وہ بڑی اچھی اور پیاری اردو بولتے تھے۔ انھیں فخر تھا کہ اردو ہندوستان کی زبان ہے ۔ وہ اس کی تائید و حمایت میں اکثر تقریریں کیا کرتے تھے۔ لیکن ان کی حکومت نے ان کی اجازت سے، ان کے مشورے سے ان کے دستخط سے اردو کو ختم کر دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ حیدرآباد کی اردو یونیورسٹی جامعہ عثمانیہ انہی کے عہد میں موت کے گھاٹ اتری۔ دوسری یونیورسٹیوں اور کالجوں سے اردو کو دیس نکالا انہی کے زمانے میں ملا۔ آل انڈیا ریڈیو نے اردو کا قتل عام انہی کے سایۂ عاطفت میں کیا۔ ڈاک اور ریلوے کے ٹکٹوں اور اسٹیشنوں کے بورڈ سے اردو حروف انہی کے سامنے نوک خنجر سے کھرچے گئے ——— "قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو" مگر وہ کچھ نہ کر سکے۔ وہ کسی مذہب کے قائل نہیں تھے۔ پنجاب ہائی کورٹ نے ایک مرتبہ بطور گواہ کسی مقدمے میں انھیں طلب کیا۔ جب حلف اٹھانے کا وقت آیا تو انھوں نے ببانگ دہل اپنے لامذہب ہونے کا اعلان کر دیا۔ لیکن مذہبی رسوم و روایات پر وہ ایک کٹر ہندو کی طرح عامل تھے۔ انھوں نے ساری دنیا کو یقین دلا رکھا تھا کہ ان کی حکومت "سیکولر" ہے۔ اور ساری دنیا نے اس یقین دہانی کو تسلیم بھی کر لیا تھا۔ لیکن اس سیکولر حکومت میں ابوالکلام جیسا شخص بھی نہ گورنر جنرل بن سکا نہ صدر مملکت۔

لیکن ان متضاد اوصاف و عادات کے باوجود کوئی شبہ نہیں جواہرلال ایک دل آویز شخصیت کے مالک تھے۔ ان میں خامیاں اور کوتاہیاں تھیں اور اتنی ہی بڑی تھیں جتنے بڑے وہ خود تھے لیکن ان میں خوبیاں اور اچھائیاں بھی تھیں۔ اور وہ بھی انہی کی طرح عظیم تھیں۔

جواہرلال عدم تشدد کے علمبردار تھے۔ لیکن انہی کے عہد حکومت میں حیدرآباد دکن پولیس ایکشن کی ہلاکت سے دوچار ہوا۔ جوناگڑھ پر انہی کے عہد میں چڑھائی کی گئی۔ گوا کو انہی کے عہد میں بزور شمشیر

پرتگال سے چھین لیا گیا۔

وہ پاکستان سے "جنگ نہ کرنے کا معاہدہ" کرنے کو ہمیشہ بے تاب رہے۔ لیکن پاکستان سے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر صلح کرنے پر کبھی آمادہ نہ ہوئے۔

کشمیر پر قبضہ کرتے وقت انھوں نے مجلس اقوام متحدہ کے توسط سے ساری دنیا کو گواہ بنا کر کہا تھا کہ:

"کشمیری عوام سے امن بحال ہوتے ہی استصواب رائے کرایا جائے گا، اور انھیں اس امر کی پوری آزادی ہوگی کہ وہ ہندوستان سے اپنا الحاق مستقل کرلیں یا پاکستان سے ملحق ہوجائیں؟"

لیکن یہ عہد وہ نباہ نہ سکے۔ ۱۹۵۴ء تک وہ اس عہد کو دہراتے رہے اس کے بعد اس سے یکسر منحرف ہو گئے اور کشمیر کو ہندوستان کا ایک صوبہ بنانے کا اعلان کردیا۔

شیخ عبداللہ نے انہی کی دوستی میں پاکستان کو چھوڑا اور ہندوستان کو اپنایا تھا۔ لیکن جب انھوں نے پنڈت نہرو کو ان کے وعدے یاد دلائے اور استصواب رائے پر بضد ہوئے تو برسہا برس کی دوستی اور وفاداری کو نظر انداز کر کے جناب شیخ کو نذر زنداں کردیا جہاں گیارہ برس تک ان پر بغاوت اور سازش کا مقدمہ چلتا رہا۔ ساری دنیا نے اس روش اور کارروائی کے خلاف احتجاج کیا لیکن پنڈت نہرو اپنی ضد پر قائم رہے۔ نہ وہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے پر تیار ہوئے، نہ انھوں نے شیخ عبداللہ کے خلاف مقدمہ واپس لیا۔

وفات سے کچھ روز پہلے انھوں نے شیخ عبداللہ کو رہا کردیا تھا۔ ان سے پرائیویٹ ملاقاتیں کی تھیں۔ انھیں پاکستان آنے اور یہاں کے ارباب حکومت سے ملنے کی اجازت بھی دیدی تھی۔ شیخ عبداللہ پاکستان آئے اور جس روز انھوں نے یہ اعلان کیا کہ بہت جلد "ایوب نہرو ملاقات" دہلی میں ہوگی اس کے دوسرے دن پنڈت جی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اب لال بہادر شاستری وزارت عظمیٰ کی مسند پر متمکن ہیں اور بہت جلد صدر ایوب سے ان کی ملاقات متوقع ہے۔